شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ **رحیمیہ** لاہور

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی

مدیر: محمد عباس شاد

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوریؒ مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا **مفتی عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

مئی 2019ء / شعبان المعظم، رمضان المبارک 1440ھ جلد نمبر 11، شمارہ نمبر 5 - قیمت: 20 روپے سالانہ ممبر شپ: 200 روپے تین سالہ ممبر شپ: 500 روپے

ترتیبِ مضامین

- قرآنی تعلیمات پر یقین رکھنے والوں کے لیے انعامات
- روزے کا اہم مقصد؛ جھوٹ سے پرہیز
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ اور قیامِ رمضان
- مقاصدِ رمضان المبارک اور مزدوروں کے حقوق
- ارتفاقِ سوم؛ ملکی سیاسیات
- مظلوموں کی دادرسی میں اولیاء اللہ کا کردار
- ”زندہ رہنا چاہتے ہو تو قرض لو“
- گولان پر امریکی مؤقف کی حالیہ مذمت
- مسلمان جماعت کی خصوصیت
- سماجی تبدیلی میں انبیا علیہم السلام کا کردار
- قرآنی فکر پر بتدریج نظام کا قیام
- رمضان المبارک؛ اجتماعی نظم و نسق پیدا کرنے کا مہینہ
- احکام و مسائل رمضان المبارک
- صدقۂ فطر اور عید الفطر کے احکام و مسائل
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ

مسند نشینِ ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

”قرآن پاک اپنی نصیحت کے لیے ترجمہ سے بھی پڑھ لیا جائے، مگر ویسے بھی (قرآنی آیات کو) ضرور پڑھا جائے۔ اس میں بڑی تاثیر ہے۔ آریہ سماجیوں یا (ان کے علاوہ) اَور لوگوں نے جو (قرآن حکیم کو) بے ترجمہ پڑھنے پر اعتراض کیا ہے کہ ”بے فائدہ ہے“، یہ ان کو تجربہ اور علم نہیں، ورنہ ویسے بھی (بغیر ترجمہ قرآن حکیم کو پڑھنے کا) فائدہ ہوتا ہے۔“ (اس موقع پر حضرت رائے پوریؒ نے اپنے شیخ) حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا رمضان شریف کا تذکرہ فرمایا کہ: ”حضرت رحمۃ اللہ علیہ رمضان پاک میں بعض اوقات سحری اور افطاری میں یونہی سا برائے نام (کھانا) کھاتے تھے، قرآن پاک بہت پڑھتے تھے۔“

(مجلس: ۸ر رمضان المبارک/ 5ر جولائی 1949ء، بروز: منگل۔ مقام: رائے پور)

(ارشاداتِ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص 393، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

رقومات کی ترسیل بنام ”ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ لاہور“ اکاؤنٹ نمبر **0010030341820010** **الائیڈ بینک** مزنگ چونگی برانچ لاہور، برانچ کوڈ **0533**

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

قرآنی تعلیمات پر یقین رکھنے والوں کے لیے انعامات

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (25:2)

(اور خوش خبری دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، کہ ان کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ جب ملے گا ان کو وہاں کا کوئی پھل کھانے کو، تو کہیں گے: یہ تو وہی ہے جو ملا تھا ہم کو اس سے پہلے۔ اور دیے جائیں گے ان کو پھل ایک صورت کے، اور ان کے لیے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ، اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔)

گزشتہ آیات میں قرآن حکیم کی تعلیمات کے یقینی نتائج اور اُن کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ یہ بات واضح کی گئی تھی کہ قرآن حکیم کا ہر ایک باب (سورت) انسانیت کے سامنے ایسا جامع فکر و عمل اور مکمل پروگرام رکھتا ہے، جن کے اثرات و نتائج میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اس آیت میں ان تعلیمات پر ایمان و یقین رکھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کا عملی نظام قائم کرنے والی جماعت کے لیے بڑی بشارت دی جا رہی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ: ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے جو احکامات دیے ہیں، ان تمام پر پوری طرح عمل کرنے کی جامع نیت، عزم اور ارادہ کیا جائے۔ عملِ صالح یہ ہے کہ جن باتوں پر ایمان ہو، ان پر پورے طور پر عمل کرنا اور اس کا اجتماعی نظام بنانا۔ چناں چہ جو لوگ (1) قرآنی تعلیمات پر صدقِ دل سے ایمان رکھیں اور انھیں اپنا نظریۂ حیات بنائیں اور (2) اس کے مطابق عملِ صالح اختیار کریں، اُن کے لیے درجِ ذیل خوش خبری اور انعامات ہیں:

(۱) اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ: امن و امان اور پُرسکون رہائش ہر انسان کی پہلی ضرورت اور خواہش ہوتی ہے۔ انسانی طبیعت پُرفضا مقام میں سکون اور اطمینان محسوس کرتی ہے۔ بہتے پانی کے جھرنے اور پُرفضا ماحول انسانی عقل و شعور اور قلبی طمانیت میں ترقی کا سبب ہوتا ہے۔ جو لوگ اللہ پر پختہ ایمان و یقین کے ساتھ اللہ کے احکامات کی عملی پابندی کرتے ہیں اور دوسرے انسانوں کو راحت پہنچانے کا نظام بناتے ہیں، ان کے لیے جنت کے پُرفضا مقام کی خوش خبری سنائی جا رہی ہے۔ یقیناً اس کی کامل صورت مرنے کے بعد آخرت میں اللہ کی جانب سے تیار کردہ جنت ہی ہے۔

دنیا میں بھی جب مسلمان جماعت قرآنی تعلیمات پر عمل کرتی ہے تو ایسا مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے، جس کے بارے میں خود قرآن نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ایسی بستی کی مثال بیان کرتا ہے، جو امن و چین والی تھی۔'' (112:16) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان و یقین اور عملِ صالح کرنے والی جماعت دنیا میں بھی جنت کا سا امن و اطمینان کا بہترین نظام وجود میں لانے کی جدوجہد کرتی ہے، جیسا کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں پُرامن نظام قائم ہوا۔

(۲) كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ انسان کی دوسری ضرورت وافر مقدار میں رزق کا حصول ہے، جس میں کھانے پینے، لباس اور دیگر ضروریات اور احتیاجات کو پورا کرنے کے وسائل شامل ہیں۔ کامل ایمان و یقین اور عملِ صالح کرنے والوں کے لیے دوسری خوش خبری یہ ہے کہ انھیں جنت میں ہر حال میں وافر رزق فراہم کیا جائے گا۔ جب بھی فراوانی کے ساتھ انھیں رزق فراہم ہوگا تو وہ کہیں گے کہ اس سے پہلے ابھی تو ہمیں رزق دیا گیا تھا۔ تو انھیں بتلایا جائے گا کہ یہ تمام کھانے پینے وغیرہ کی چیزیں اگرچہ شکل و شباہت میں ایک جیسی ہیں، لیکن طبیعتِ انسانی میں مزید توانائی، اطمینان اور فرحت و سُرور پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے والی ہیں۔ وافر مقدار میں ایسا عمدہ رزق اور لذت بخش کھانے پینے کی کامل اور بہترین صورت آخرت میں جنت میں حاصل ہوگی۔ دنیا میں بھی ایمان و یقین اور عملِ صالح کرنے والی جماعت ایک ایسی مثالی سوسائٹی قائم کرتی ہے کہ جس کے بارے میں قرآن حکیم نے کہا ہے کہ: ''مثالی بستی میں ایسی مطمئن زندگی کہ جس میں وافر مقدار میں رزق ہر طرف سے آتا ہے۔'' (112:16) جیسا کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں معاشی خوش حالی اور رزق کی فراوانی کا ایسا نظام قائم ہوا کہ سب لوگ خوش حال ہوگئے۔ غنی بن کر زکوٰۃ دینے والے سب ہیں اور زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں رہا۔

(۳) وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ: انسان کی تیسری ضرورت رفیقِ حیات کا پاکیزہ اور اچھا ہونا ہے۔ انسانی طبیعت چاہتی ہے کہ وہ ایک ایسا خاندانی نظام وجود میں لائے جس میں میاں بیوی کے درمیان پاکیزہ تعلقات اور حُسنِ معاشرت قائم ہو۔ جو ایمان والے لوگ دنیا میں ایسا بہترین خاندانی نظام قائم کریں، جس میں میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہوں، اللہ اور اُس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتے ہوں، اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں اچھے رفیقِ حیات کا ہونا بہت بڑا انعام ہے۔ چناں چہ عِبادُ الرّحمٰن اللہ سے یہ دعا مانگتے ہیں: ''اے ہمارے ربّ! ہماری عورتوں اور ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔'' (74:25) دنیا میں وہ گھر بھی جنت ہوتا ہے، جس میں میاں بیوی کے باہمی تعلقات اچھے اور پاکیزہ ہوں اور وہ ایک دوسرے کے احساسات کو سمجھ کر تعاونِ باہمی کا جذبہ رکھتے ہوں۔ ایسے مردوں اور عورتوں کے لیے جنت میں بھی اعلیٰ اَخلاق کے حامل پاکیزہ شوہر اور بیویاں ہوں گی۔ اس طرح وہ باہمی تعلق اور دلی وابستگی سے جنت میں بھی روحانی ترقیات کی منازل طے کریں گے۔

وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝: ایمان و یقین رکھنے والوں کے لیے یہ انعامات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوں گے۔ یہ انعامات اُن کی روحانی ترقی میں مسلسل اضافہ کرتے رہیں گے۔ لوگوں کو دیے گئے انعامات اگر تھوڑی مدت کے لیے اور وقتی ہوں تو ان انعامات کے چھن جانے کے ڈر سے اُن سے پوری طرح لطف اندوز نہیں ہوا جا سکتا۔ اس لیے کہا گیا کہ یہ انعامات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہیں۔ جو لوگ پختہ ایمان و یقین اور عمل صالح سے دنیا کو جنت بنانے کی جدوجہد کریں، ان کے تمام عملوں کی تکمیل آخرت میں جنت کے اعلیٰ درجات کی صورت میں ہوگی۔ اس طرح آخرت دنیا کے اعمال کا تکملہ اور تتمہ ہے۔

www.rahimia.org

درسِ حدیث

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

روزے کا اہم مقصد؛ جھوٹ سے پرہیز

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ''مَن لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ أَن یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ.'' (الصّحیح البُخاری، حدیث نمبر 1804)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جھوٹ بولنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ روزے کا نام کر کے وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'')

دینِ اسلام کی تمام عبادات کے متعین مقاصد اور اہداف ہیں۔ ان مقاصد میں انسان کے نفس کی اصلاح، اللہ سے سچا تعلق، اجتماعیت، عادلانہ معاشرے کا قیام اور انسان دوستی کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ اگر عبادت سے اعلیٰ اَخلاق و کردار کی سچائی پیدا نہ ہو اور فرد میں اجتماعیت کا جذبہ نہ پیدا ہو تو ایسی عبادت رد کر دی جاتی ہے۔ یہ حدیث روزے کے نتیجے میں جھوٹ سے بچنے کی اہمیت بیان کر رہی ہے۔ تمام گناہوں کی جڑ جھوٹ ہے۔ اس بُرائی کو جڑ سے اکھیڑنے میں روزے کا اہم کردار ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ: ''روزہ صرف یہ نہیں ہے کہ انسان کھانے پینے سے رُک جائے، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو اور جھوٹے سماجی معاہدے سے اعراض کرنا بھی روزہ ہے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ، 272:2)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ اگر ایک روزے دار جھوٹ بولنے، جھوٹ کے ماحول، جھوٹ کے نظام اور جھوٹ پر عمل درآمد سے اپنے آپ کو نہیں روک پاتا تو اس کے روزے کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے لیے روزہ رکھا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے روزے کو قبول نہیں کرتا تو انسان محض بھوک پیاس ہی برداشت کرتا ہے، اللہ کی طرف سے اس کے ثمرات اور نتائج حاصل نہیں کر پاتا۔ اگر انسان یہ مقصد حاصل نہیں کرتا تو پھر اللہ کو اس کی بھوک پیاس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ایک حدیثِ مبارک میں رسول اللہؐ نے جھوٹ کو مؤمن کے لازمی اوصاف کے خلاف قرار دیا ہے۔

روزہ مؤمن کو اس مرض کی اصلاح اور سچائی پر لانے کے لیے ہے، لیکن آج معاشرتی زندگی میں عام طور پر جھوٹ بولا جاتا ہے اور اسے سمجھ داری اور موقع شناسی سمجھا جاتا ہے۔ تجارت، خاندانی زندگی، معاشرت حتیٰ کہ سیاسی اور عدالتی نظام کا بہت بڑا حصہ جھوٹ پر قائم ہو چکا ہے۔ ہم بین الاقوامی جھوٹی سیاست کے آلۂ کار بن چکے ہیں۔ یہ حدیث مبارک ہمیں اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ زندگی میں جھوٹ بولنے سے گریز کریں۔ اگر ہم اس مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر روزے کے اِنفرادی اور اِجتماعی زندگی پر اچھے اَثرات مرتب ہوں گے۔ اور اگر یہ بُری حالت ختم نہیں ہوتی یا کم از کم اس کی بُرائی کی طرف ہمارا دھیان نہیں ہوتا اور ہم جھوٹے اور باطل نظام کو بدلنے کی کوشش شروع نہیں کرتے تو پھر روزے کے اِنفرادی، اِجتماعی، قومی اور بین الاقوامی نتائج کی اُمید لگانا دیوانے کا خواب ہے۔

صحابہؓ کا ایمان افروز کردار

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور قیامِ رمضان

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ (حضرت) عمرؓ کی قبر کو روشن کرے کہ انھوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا، یعنی باجماعت نمازِ تراویح میں قرآن پڑھنے کا طریقہ رواج دیا۔'' حضرت علیؓ عہدِ عثمانیؓ میں مدینہ میں بیس رکعات نمازِ تراویح کی جماعت کی امامت کی ذمہ داری ادا فرماتے اور پہلے دو عشروں میں تکمیلِ قرآن کر لیتے، البتہ اپنے عہدِ خلافت میں تراویح کی امامت تو کسی اَور کے سپرد کرتے، مگر وتر کی نماز کی امامت خود فرماتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ رمضان المبارک کی روحانی اور پُر کیف تجلیات کے نزول کے اوقات کو تربیتِ باطن میں انتہائی عقیدت و محبت اور مکمل انہماک سے صَرف کرتے۔ آخری عشرے کا تو سنتِ نبویؐ کے مطابق مستقل اہتمام فرماتے اور یکسوئی کے ساتھ تلاوت، مناجات و عبادات میں گزارتے، جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو حضور ﷺ اپنی کمر کس لیتے اور گھر والوں کو بھی جگا دیتے۔ بہ قول مولانا عبیداللہ سندھیؒ رمضان المبارک کا مہینہ اس امت کی تربیت کا سیزن ہے۔ تو کیسے ممکن ہے کہ ان واضح ہدایات کے باوجود ماہِ مقدس کے شب و روز کسی اَور مقصد میں صَرف ہوتے۔ حضرت علیؓ سال کے بقیہ ایام بھی اسی طرح دینی و اجتماعی معمولات میں گزارتے۔ آپؓ نے کاشانۂ نبویؐ میں پرورش پائی۔ حضورؐ کے مہمانوں کو کھانا کھلانے کی ذمہ داریاں ادا کرتے، آپؐ کے ساتھ دعوت کے میدان، خلوت گاہ کے اعمال، تعلیم و حکمت اور پُر مشقت نبوی سفر میں شریک رہے اور خوب اخذ و استفادہ کیا۔ اگرچہ حضرت علیؓ اس وقت بچپن یا نوجوانی کی دہلیز پر تھے، مگر ہمہ وقت شریک رہے۔ آپؓ پورے تیس سال حضورؐ کی خدمت اور رفاقت میں رہے۔ آپؐ سے اسلام کے احکام و فرائض، قرآنی علوم اور شعور کا بہت بڑا ذخیرہ حاصل کیا۔ حضرت علیؓ سے 586 احادیث مروی ہیں، جن میں سے بیس پر ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' دونوں کا اتفاق ہے۔ آپؓ روایتِ حدیث میں انتہائی محتاط اور بڑی چھان بین کرتے تھے۔

حضرت علیؓ انتہائی ذہانت اور علمی قوت کے ساتھ مشکل سے مشکل مسائل حل کرنے کی اہلیت و صلاحیت میں ممتاز شمار ہوتے ہیں۔ آپؓ نے عہدِ نبویؐ اور خلافتِ راشدہ میں دین اور امتِ مسلمہ کو سیاسی، معاشی، سماجی اور علمی میدانوں میں فیض یاب کیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نوجوان مردوں میں حضورؐ کو حضرت علیؓ بڑے محبوب تھے۔ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے عابد تھے۔ حضرت علیؓ کا زیادہ تر وقت مسجد میں عبادت، تعلیم و تعلّم اور ملّی و قومی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں گزرتا۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ حضرت علیؓ کے اَخلاق و کردار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے لوگوں کی سرشت میں جو عظیم الشان اَخلاق داخل ہوتے ہیں، مثلاً شجاعت، قوت، حمیت اور وفا، وہ سب حضرت علیؓ میں موجود تھے اور فیضِ ربانی نے ان سب کو اپنی مرضی سے صَرف کیا اور ان کے ایک ایک خُلق کے ساتھ اس فیضِ ربانی کی آمیزش سے ایک ایک مقام پیدا ہوا۔

www.rahimia.org

شذرات

مقاصدِ رمضان المبارک اور مزدوروں کے حقوق

ہر سال رمضان المبارک کی آمد مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تربیت کے بہت سے عالی شان مقاصد کو جوڑ دیا ہے۔ اس کی آمد کے ساتھ ہی ایک سچے مسلمان کو ان عظیم الشان اَخلاق کو حاصل کرنا اپنا اوّلین مقصد بنالینا چاہیے۔ قرآن مجید ہمیں رمضان المبارک کے روزوں کی حقیقت اور فلسفہ‘ اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنا بتاتا ہے، جس سے انسان میں صبر، ضبط، تحمل، ایثار اور احتسابِ نفس کی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں۔ روزے کے بارے میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر کا مفہوم یہ ہے کہ: روزہ انسان کی طبیعت سے حیوانیت کے جوش اور ہیجان کو توڑ کر اسے مادی اور سفلی جذبات سے آزاد کر کے اس میں ایک نورانی جوہر پیدا کر دیتا ہے، جس سے اس کی طبیعت عقل کے تابع ہو کر انسانی سعادت کو حاصل کر لیتی ہے۔

اسلام کا اگر ہم ایک انقلابی اور سماجی تحریک کے طور پر مطالعہ کریں تو اس کے فکر پر اوّلین جماعت کی تیاری کا جو ہدف اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کو سونپا گیا تھا، اس کے پیشِ نظر آپؐ نے اس جماعت میں اپنے دور کی استحصالی قوتوں کا مقابلہ کرنے کی جو قوت و صلاحیت پیدا کی، اس میں رمضان اور روزے کو بہت بڑا دخل ہے۔

روزے کے فلسفے پر حضور اکرم ﷺ نے جو اجتماعیت پیدا کی، اس میں امرا کے اندر غریب لوگوں کی حالت کا عملی احساس پیدا کیا۔ شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک صف میں کھڑا کر کے مساوات کے اصول کو سوسائٹی میں ترقی دی۔ روزے کے ذریعے انسان کی مَلکی اور روحانی قوتوں کو بیدار اور حیوانی خواہشوں کو توڑ کر ظلم و استحصال کے خلاف لڑنے والی انسانوں کی ایک سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر دی، جن میں روزے کے ذریعے تقویٰ کے نتائج کے طور پر عزم و استقلال، صبر و استقامت اور اپنے جذبات کا ایثار اتنے اعلیٰ درجے پر پیدا ہو گیا کہ طاغوتی نظام کی باطل قوتیں انھیں کسی میدان میں زیر نہ کر سکیں۔ چناں چہ حق و باطل کا نمایاں فیصلہ کرنے والا معرکہ جنگِ بدر رمضان المبارک میں ہی برپا ہوا، جس میں مکہ کے طاغوتی نظام کے بڑے بڑے سرداروں کو صاف کر کے اس نظام کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا گیا۔ ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور اُمیہ بن خلف ایسے سردار جو اس ابھرتی ہوئی تحریک کو کچلنے کے درپے تھے اور اسلام دشمنی میں ہمیشہ پیش پیش تھے، یہ سب انھی مقامات پر ہلاک ہوئے جن کی معجزانہ انداز میں آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔

روزے کے ذریعے جب انسان اپنے ربّ سے ایک مضبوط تعلق پیدا کر لیتا ہے تو اب وہ خدا کے حکم کی حرمت و عزت کے سبب ہر طرح کے باطل نظام کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے۔ روزے کے سبب اس کے اندر پیدا ہونے والی اَخلاقی پاکیزگی اسے ہر طرح کے مادی فائدے اور دنیاوی اغراض سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ روزے کے ذریعے سے اس کی سوچ اور نفسیاتی کیفیت کو بدل دیا جاتا ہے۔ چناں چہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جب کوئی شخص کسی دن روزہ رکھے تو نہ کوئی بے ہودہ لفظ زبان سے نکالے، نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں، گالی دینا اور جھگڑنا میرے شایانِ شان نہیں ہے۔

گویا روزے دار کو بڑے مقصد اور اعلیٰ نظریے کے لیے تیار کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے خول سے نکل کر بلند تر فکر کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے۔ ذاتی اور شخصی تضادات کو اپنے مقاصد میں حائل نہ ہونے دے۔ اگر کوئی اُلجھے بھی تو اسے بھی یہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ اس طرح فضول بحث و مباحثہ اور گالم گلوچ کو اپنی بلند فکری میں رکاوٹ نہ بننے دے۔

امسال حُسنِ اتفاق سے انسانیت کا درس دینے والا رمضان المبارک اور مزدوروں کے حقوق کا علامتی مہینہ مئی اکٹھے ہی آئے ہیں، جو ہمیں اپنے فکر و نتائج کی ہم آہنگی کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ بہ قول ماضی قریب کے ایک دانشور (چوہدری افضل حق مرحوم): ’’روزہ اقتصادی مساوات کے قیام کے لیے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے۔ لفظوں کی کوئی ترتیب، غریب کی تاریک زندگی کا نقشہ پیش نہیں کر سکتی۔ اس لیے روزے کا حکم دیا گیا، تاکہ ہر فارغ البال‘ فاقہ کش مزدوروں کی بدحالیوں کا ہلکا سا اندازہ لگا لے، ورنہ تو مزدور کی مصیبتوں کا ذکر ہی باعثِ سردرد ہوتا ہے۔ کوئی کسی کی داستانِ درد سُن کر اپنے آرام کو کیوں حرام کرے۔ ہزار کتابیں لکھو، لاکھ فصاحت کے دریا بہاؤ، مگر غریب کی زندگی جو آہوں کی بستی ہے، اس کا پورا احساس ممکن نہیں۔ اس لیے مساوات پسند مذہب نے روزے کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو، جو ملک کے غلط نظام کے باعث فاقوں سے مر رہے ہیں۔‘‘

آج دنیا بھر میں عالمی سرمایہ داری نظام کے تحت انسانیت ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی ہے۔ دنیا کے صرف 400 لوگ دنیا کی 80 فی صد دولت پر قابض ہو کر مزدوروں، کسانوں اور غربت میں مبتلا انسانوں سے رزق چھین رہے ہیں۔ مقاصدِ رمضان المبارک کے تناظر میں مزدوروں کی خوشیوں کے قاتل نظام کے بارے میں غور و فکر کرنا اس مہینے کا ضروری تقاضا بنتا ہے، جو ہر روزہ دار کا روزے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا فرض ہے، جسے اجتماعی طور پر نبھانا مسلمان اُمت پر لازمی ہے۔ ان حالات میں روزے کے فلسفے کو سامنے رکھتے ہوئے رمضان کے ماہِ مبارک میں مسلمان ایسے نظام کے خلاف مزاحمتی شعور پیدا کریں۔ رمضان المبارک اپنی روح اور فلسفے کی بنیاد پر ہمیں جماعتِ صحابہ کی طرز پر ایک ایسی اجتماعیت قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے، جو اپنے ایثار، قربانی اور تنظیمی صلاحیت کی بہ دولت مزدوروں اور کمزور طبقات کے دشمن معاشی و سیاسی نظام سے نجات دہندہ کا کردار ادا کر سکے۔

مدیر

ارتفاقِ سوم؛ ملکی سیاسیات

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰهِ البالِغه'' میں فرماتے ہیں:

''[ملک اور سیاست کی حقیقت] ملکی سیاست ایک ایسی حکمتِ عملی اختیار کرنا ہے، جس میں کسی ملک میں بسنے والے لوگوں کے درمیان ملکی سطح کے روابط (معاہدۂ عمرانی) کی حفاظت (اور اس میں تغیر و تبدل) کی کیفیت سے بحث کی جاتی ہے۔ میری مراد ملک سے یہ ہے کہ اُس کے دائرۂ کار میں مختلف جماعتوں کے درمیان پیدا ہونے والے (سماجی، سیاسی اور معاشی حوالے سے) قریبی روابط اور دیگر معاملات طے ہوتے ہیں اور وہاں رہنے والے لوگ مختلف گھروں، محلوں اور شہروں میں بستے ہیں۔

[سیاست کی ضرورت و اہمیت] اس سلسلے میں اصل بات یہ ہے کہ ہر ملک اپنے علاقے میں بسنے والے تمام لوگوں کے درمیان (سیاسی، معاشی اور سماجی) باہمی روابط اور تعلقات کے پہلو سے اپنا ایک الگ تشخص اور ایک شناخت رکھتا ہے۔ یہ ملک بہت سے اجزا (افراد اور جماعتوں) سے مرکب ہوتا ہے اور ایک اجتماعی ہیئت اور شکل و صورت رکھتا ہے۔ ہر مرکب اور ہیئتِ اجتماعیہ میں یہ بات ممکن ہوتی ہے کہ اُس کے بنیادی امور یا اُس کی ظاہری شکل و صورت میں کوئی خلل پیدا ہو جائے اور اُسے کوئی مرض لاحق ہو جائے۔ مرض سے میری مراد یہ ہے کہ اس کی ایسی حالت ہو جائے، جو اُس کی بنیادی اساسیات کے زیادہ لائق نہ ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ صحت کی ایسی حالت میں ہو، جو اُسے زیادہ سے زیادہ حسین اور خوب صورت بنا دے۔

[حکومت کی ضرورت] ہر ملک' افراد کے ایک بہت بڑے اجتماع پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں ہوتا کہ تمام کے تمام لوگ کا ازخود عدل و انصاف کے طریقوں کی حفاظت کرتے ہوئے مملکت کو چلانے پر اتفاق ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہوتا کہ کسی حکومتی منصب پر فائز ہوئے بغیر عام لوگ ایک دوسرے کی خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں انارکی پیدا ہوگی اور لوگوں کے درمیان لمبی چوڑی لڑائیاں چھڑ سکتی ہیں۔ اس لیے کسی مملکت کا نظام اُس وقت تک درست طور پر منظّم نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اُس ملک کے (سیاسی، معاشی اور عمرانی) معاہدات کی سمجھ بوجھ رکھنے والے جمہور لوگ کسی ایک آدمی کو اپنا سربراہِ مملکت نہ بنا لیں۔ اس سربراہِ مملکت کے لیے معاونین اور وزرا ہونے چاہئیں اور اس کے لیے اپنی حکومتی اتھارٹی کو قائم کرنے کی طاقت اور قوت ہونی چاہیے۔ ہر وہ ملک جس میں ایسے لوگ بستے ہوں، جن میں مال و دولت کی محبت زیادہ ہو اور وہ تیز مزاج بھی ہوں، نیز قتل و غارت گری اور مال کو لوٹنے پر زیادہ جری ہوں تو انھیں منظّم سیاسی نظام اور مضبوط حکومت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

[ملکی سیاست کی خرابیاں] کسی ملک میں پیدا ہونے والی خرابیاں یہ ہیں:

(1۔ طاقت ور شر پسند لوگوں کا تسلط:) کسی ملک میں ایسے شریر لوگ جمع ہو جائیں، جن کے پاس اپنی ذاتی خواہشات پورا کرنے اور عدل و انصاف کی سیاست کو توڑنے کی قوت و شوکت آ جائے، ایسے شریر لوگ جمع ہو کر:

(الف) دوسروں کا مال لوٹنے کے لالچ میں شاہراہوں پر ڈاکہ ڈالنے لگیں۔

(ب) یا شہروں میں ہی لوگوں کا مال غصب کر کے انھیں نقصان پہنچائیں۔

(ج) یا حسد اور کینے سے لوگوں کو اذیت پہنچائیں۔

(د) یا حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے لگیں اور اس کے لیے زیادہ لوگوں کو جمع کرنے اور ملک پر قبضہ کرنے کے لیے لڑائی کرنے لگیں۔

(2۔ ظالم لوگوں کا تسلط:) ایک خرابی یہ ہے کہ کوئی طاقت ور ظالم:

(الف) دوسرے انسانوں کو قتل یا زخمی یا ان کی مار پیٹ کرنے لگے۔

(ب) یا دوسرے لوگوں کے اہلِ خانہ کو ناحق تنگ کرے، یعنی اُن کی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو اغوا کرنے کی کوشش کرے۔

(ج) یا دوسرے انسانوں کے مال میں دست درازی کرے۔ علیٰ الاعلان اُن کا مال لوٹے یا خفیہ طور پر خود چوری کرے یا کسی سے کرائے۔

(د) یا (بہتان تراشی کر کے) لوگوں کی عزت سے کھیلے، اُن کی طرف کسی ایسے بُرے کام کی نسبت کرے، جس پر لوگ ملامت کرتے ہیں یا بُرا بھلا کہتے ہیں۔

(3۔ ملک کو نقصان پہنچانے والے کام:) خفیہ طور پر ایسے غلط کام کرنا، جو ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں، مثلاً:

(الف) لوگوں پر جادو ٹونے کے ذریعے اثر انداز ہونا۔

(ب) (کھانے اور پانی وغیرہ میں) زہر ملانا۔

(ج) لوگوں کو ملک میں فساد پھیلانے کی تعلیم دینا۔

(د) عوام کو (عدل و انصاف کرنے والے) سربراہِ مملکت کے خلاف بھڑکانا۔

(ہ) ملازمین کو اپنے سربراہ اور بیوی کو اپنے خاوند کے خلاف ورغلانا۔

(4۔ صحیح ارتفاقات کے منافی غلط عادتیں:) ایسی غلط اور فاسد عادات کا پیدا ہو جانا، جن سے لازمی ارتفاقات ختم اور مہمل بن کر رہ جائیں:

(الف) مردوں کا آپس میں لواطت یا عورتوں کا آپس میں جنسی خواہش پوری کرنا، یا جانوروں سے جنسی خواہشات پوری کرنا، اس لیے کہ یہ تمام کام نکاح کے ارتفاق کا راستہ روکتے ہیں۔

(ب) یا انسانی فطرتِ سلیمہ کو ختم کرنے والی عادتیں اختیار کرنا، مثلاً مرد عورت کی شکل و صورت اختیار کرے اور عورتیں مردوں کی طرح بن کر رہیں۔

(ج) یا لمبے چوڑے جھگڑے کھڑے کر لینا، مثلاً کسی عورت سے خفیہ جنسی تعلق قائم کرنے کے لیے جھگڑنا، یا ہر وقت شراب کے نشے میں دھت رہ کر جھگڑنا۔

(باب سیاسة المدينة)

(جاری ہے۔)

تاریخ اسلام کے ناقابلِ فراموش واقعات

مفتی عبدالقدیر، چشتیاں

مظلوموں کی دادرسی میں اولیاءاللہ کا کردار

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور اُن کے پیروکار اولیائے کرام کے اَخلاق میں بنیادی خُلق ظلم کے خلاف جدوجہد اور مظلوموں کی نصرت وحمایت کا علم بلند رکھنا رہا ہے۔ جیسا کہ سیّدالانبیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ''حِلفُ الفُضول'' میں مظلوموں کی حمایت میں تاریخی معاہدہ: ''اللہ کی قسم! ہم مظلوم کی حمایت میں ظالم کے خلاف متحد طاقت ہیں۔'' آپؐ کی اسی فطرتِ سلیمہ کا عکاس ہے۔

(1) برعظیم پاک و ہند میں پِسی ہوئی مظلوم اقوام کا یہاں صوفیائے عظام کے ہاتھوں اسلام لانے کا بڑا سبب ان کی مظلوموں کی دادرسی کرنا تھا۔ چناں چہ شیخ علاؤالدین اجودھنیؒ — جو شیخ المشائخ حضرت فریدالدین گنج شکرؒ (وفات ۶۶۱ھ) کے پوتے ہیں — کی سیرت میں آیا ہے کہ: ''آپؒ مظلوموں کے بے حد حامی تھے۔ اگر کوئی شخص ظالموں کے ہاتھ تنگ آکر خانقاہ کے جماعت خانہ میں پناہ لیتا تو آپؒ کے رعب سے بادشاہ تک کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ اس مظلوم کو وہاں سے لے جائے۔'' (تذکرہ اولیاءِ پنجاب، ص233)

(2) حضرت خواجہ جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاںؒ (وفات ۷۸۴ھ) کے پاس ایک شخص خان جہاں — جو فیروز تغلق کا وزیر اور آپؒ کا سخت مخالف تھا — کی شکایت لایا کہ اس نے اس کے بیٹے کو ناجائز گرفتار کرلیا ہے۔ آپؒ جب سفارش لے کر اس وزیر کے دروازے پر گئے تو اس نے ملنے سے انکار کردیا اور کہا کہ آئندہ میرے دروازے پر نہ آئیں۔ آپؒ اس کے باوجود 19 مرتبہ اس مقصد کے لیے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہے۔ انیسویں مرتبہ میں اس وزیر نے جواب میں کہلا بھیجا کہ: ''اے سیّد! تمھیں غیرت نہیں آتی کہ میں کتنی مرتبہ تم سے انکار کر چکا ہوں۔'' آپؒ نے جواب دیا: ''میں جتنی مرتبہ تمھارے دروازے پر آتا ہوں، مجھے اس کا ثواب مل جاتا ہے، لیکن ایک مظلوم کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ میں چاہتا ہوں تم بھی اسے رہا کر کے ثواب میں شریک ہوجاؤ۔'' یہ سن کر خان جہاں بے حد متأثر ہوا۔ وہ گھر سے باہر آیا اور آپؒ کا مرید ہوگیا۔

(تذکرہ اولیائے پنجاب بحوالہ سیر العارفین، ص:133)

یہ تاریخی واقعات ہماری رہنمائی کرتے ہیں کہ:

1۔ حقیقی ولایت؛ خداپرستی کے ساتھ عدل کے قیام اور مظلوموں کی دادرسی میں ہے۔

2۔ قومی شاہی دور میں علمائے ربّانیینؒ عوام کے حقوق اور عدل کی حمایت میں بادشاہوں پر اپنا دباؤ قائم رکھتے تھے۔

3۔ آج سرمایہ پرستی کا مرض سامراجی نظام کی بالادستی کی وَجہ سے مذہبی طبقے سمیت تمام طبقوں میں عموماً سرایت کر چکا ہے کہ وہ مظلوم کے بجائے ظالم کے مددگار بن بیٹھے ہیں۔ لہٰذا آج کے دور میں انبیائے کرامؑ اور علمائے ربانیین کی طرز پر ملکی دور کی روشنی میں ظلم کے ماحول کے خلاف جدوجہد ازبس ضروری ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

ملکی معیشت

محمد کاشف شریف، راولپنڈی

''زندہ رہنا چاہتے ہو تو قرض لو''

میڈیا کی اس بے ہنگم آزادی نے عام لوگوں کا کچھ بھلا کیا ہو یا نہیں، ایک کام ضرور کیا ہے کہ بارش کے موسم میں اُگنے والی کھمبیوں کی طرح تجزیہ نگار ضرور پیدا کردیے ہیں۔ معاشی امور کی حساسیت کیا ہے؟ سنسنی خیز خبروں کے مارکیٹ پر کیا اثرات ہوتے ہیں؟ اور ان کا بالآخر عام لوگوں پر کیا اثر آتا ہے؟ اس سے نابلد بس ہر روز ٹی وی چینلوں پر معاشی قیامت نامہ پیشِ خدمت ہوتا ہے۔ چناں چہ پاکستان کے نام نہاد سب سے معتبر ترین خبروں اور تجزیوں کے ماہرین ہتھیلی پر سرسوں جماتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بڑے کمال سے معیشت کے بنیادی امور سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے ناظرین کو مطلوبہ نتائج پر لے آتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ ملک جیسے چل رہا تھا ویسے ہی چلے، یعنی اندونی و بیرونی اداروں سے بدستور قرض لیے جائیں اور اس قرض کی رقم سے مخصوص طبقے کی عیاشیوں بھری زندگی جاری رہے۔

پاکستان میں ڈالر یا کوئی اَور بیرونی کرنسی تین طریقوں سے آتی ہے: ایک برآمدات کی ادائیگیوں سے، دوسرا بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں سے، سمجھ لیجیے کہ یہ ہماری قومی آمدن ہے۔ اس رقم سے ہم قومی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے خریداری کرتے ہیں، جسے درآمدات کہا جاتا ہے، لیکن پاکستان جیسا خاندان جس کی ضروریات آمدن سے ہمیشہ ہی زیادہ ہوتی ہیں، اُسے تیسرے طریقے پر بیرونی کرنسی کا حصول کرنا ہوتا ہے اور وہ ہے ''قرض''۔ اس قرض کے ساتھ سود کی ادائیگی بھی اخراجات میں شامل ہوجاتی ہے۔

ایسے میں حکومت پر ہر طرف سے یہ دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ اَور قرضے لے۔ اس ضمن میں اگر حکومت آئی ایم ایف گریز حکمتِ عملی بنانا چاہ رہی ہے تو اُس پر ہر طرف سے دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ آئی ایم ایف سے قرضہ لے، ورنہ ملک دیوالیہ ہوجائے گا۔ چناں چہ سٹاک مارکیٹ کا زوال، کرنسی کا ایک حد سے زائد مصنوعی زوال اور سٹیٹ بینک کی جانب سے شرح سود میں کم عرصے کے دوران بے پناہ اضافہ، آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور ایشیائی ترقیاتی بینک کی جانب سے پاکستانی معیشت کے حوالے سے تشویش اور شرح نمو میں تباہ کن کمی کا عندیا دراصل حکومتِ وقت پر دباؤ کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایسے میں میڈیا کا کردار بہت ہی گھناؤنا ہے، جہاں بڑے بڑے سیاست دان اور ان سے متعلق یا آزاد کاروباری گروپس جو اس معیشت کی موجودہ بربادی کے ذمہ دار ہیں، اُن پر کرپشن کے حوالے سے حکومتی اقدامات کو آڑے ہاتھوں لیا جارہا ہے۔ ایسا معاشی زوال کا دور پاکستان میں پہلی دفعہ نہیں آیا۔ ہمارا معاشی ماڈل ایسا ہے، جو کچھ عرصے تک رواں رہنے کے بعد ایسی ہی تباہی سے دوچار ہوتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس زوال سے نکلنے کا آزاد معاشی فارمولا بننے نہیں دیا جاتا۔ ہوگا یوں کہ آئی ایم ایف سے قرض لینے کے بعد یہی بین الاقوامی ادارے پاکستان کی درجہ بندی بہتر کرتے جائیں گے اور عالمی سرمایہ دار پاکستان کی جانب کھنچے چلے آئیں گے۔ گویا آئی ایم ایف کی آمد دراصل اس بات کا اشارہ ہے کہ سرمایہ داروں کا سرمایہ محفوظ ہے اور پاکستان نچوڑے جانے کے لیے تیار ہے۔ ایسے میں عام لوگوں کا کیا ہوگا، جہاں سستا، لاوارث و بے بس مزدور بے روزگار ہے اور کسی بھی معاوضے پر حقوق کے بغیر کام کرنے کو تیار ہے؟!

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

گولان پر امریکی مؤقف کی عالمی مذمت

22/ مارچ 2019ء کو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ایک ٹویٹ کے ذریعے کہا ہے کہ: ''امریکا گولان کی پہاڑیوں پر اسرائیلی خودمختاری تسلیم کرتا ہے۔''

1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے نتیجے میں اسرائیل نے امریکا کی شہ پر مصر، اُردن اور شام کی فوجوں کو شکست دی۔ اس نے مصر سے غزہ کی پٹی اور صحرائے سینا، اُردن سے دریائے اُردن کا مغربی کنارہ اور مشرقی یروشلم کے علاقے، شام سے گولان کی پہاڑیوں پر غاصبانہ تسلط کرلیا۔ سلامتی کونسل نے 22/ نومبر 1967ء کو قرارداد نمبر 242 کے ذریعے اسرائیل پر زور دیا کہ وہ ہمسایہ ممالک کے حقِ خودمختاری کا احترام کرتے ہوئے تمام مقبوضہ علاقوں سے اپنی فوجوں کو واپس بلائے۔ اس قرارداد کے بعد جنگ بندی ہوگئی، لیکن جنگ کے دوران جن علاقوں پر اسرائیل نے قبضہ کیا تھا، وہ بہ دستور اسرائیل کے قبضے میں ہی رہے۔ شام نے 1973ء میں اپنے علاقے واپس لینے کی ایک کوشش کی تھی، تاہم سلامتی کونسل نے درمیان میں کُود کر قرارداد نمبر 338 پاس کروا کر جنگ بندی کا اعلان کردیا۔ اس لیے اس وقت شام کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد اسرائیل نے 1981ء میں گولان کی پہاڑیوں کو یک طرفہ طور پر اپنا علاقہ قرار دیتے ہوئے اپنے اندر شامل کرلیا۔ سلامتی کونسل نے 1981ء میں قرارداد 497 کے ذریعے اسرائیل پر زور دیا کہ وہ گولان کی پہاڑیوں کو اپنے اندر ضم کرنے کا فیصلہ واپس لے۔ اس طرح اسرائیل کے ان اقدامات کو عالمی برادری نے تسلیم نہیں کیا۔ اسرائیل نے ہٹ دھرمی اختیار کرتے ہوئے قرارداد کی پابندی کرنے اور گولان کی پہاڑیوں کو ضم کرنے کے فیصلے کو واپس لینے کے بجائے مقبوضہ علاقوں پر غیرقانونی بستیاں تعمیر کرنا شروع کردیں۔ ایک لمبے عرصے کے بعد 23/ دسمبر 2016ء کو اقوامِ متحدہ نے اسرائیل کے خلاف قرارداد نمبر 2334 پاس کی، جس میں کہا گیا تھا کہ اسرائیل غیرقانونی تعمیرات بند کرے۔ 1981ء کے بعد یہ دوسری قرارداد تھی۔ سلامتی کونسل کے 15 میں سے 14 ارکان نے اس کے حق میں ووٹ دیا تھا، جب کہ امریکا نے رائے شماری میں حصہ لینے سے انکار ضرور کیا، لیکن مخالفت نہیں کی تھی۔

شام کے دارالحکومت دمشق سے 60 کلومیٹر دوری پر گولان کی پہاڑیاں واقع ہیں۔ گولان کا یہ علاقہ 12 سو مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے، جو اسرائیل اور شام کے درمیان بفر زون کہلاتا ہے، جہاں گزشتہ چار دہائیوں سے اقوامِ متحدہ کی امن فوج تعینات ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ان پہاڑیوں پر 30 یہودی بستیاں آباد ہوچکی ہیں، جن میں 20 ہزار یہودی بستے ہیں اور وہاں اتنے ہی شامی لوگ اپنے گھروں میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اس علاقے کو شام اور اسرائیل کے ساتھ ساتھ لبنان اور اُردن کی سرحدیں بھی لگتی ہیں۔

امریکی صدر کے اس حالیہ بیان پر عالمی سربراہان اور ان کے تحت تشکیل کردہ اداروں کے ذمہ داران نے شدید ردِعمل کا اظہار کیا ہے۔ سعودی عرب، ترکی، متحدہ عرب امارات، کویت، قطر اور بحرین نے ٹرمپ کے فیصلے کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اسرائیلی قبضے کو ناجائز قرار دے دیا ہے۔ ترکی نے معاملہ اقوام متحدہ میں اٹھانے کا اعلان کیا ہے۔ ایرانی صدر حسن روحانی کا کہنا تھا کہ: ''کسی کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی ملک کی زمین کسی دوسرے ملک کے نام کردے۔'' سعودی عرب کی جانب سے جاری اعلامیے میں تاکید کی گئی ہے کہ: ''گولان سے متعلق سعودی عرب اپنے اصولی غیرمتزلزل مؤقف پر قائم ہے۔ سعودی عرب سمجھتا ہے کہ تمام متعلقہ بین الاقوامی قراردادوں کے مطابق گولان کی پہاڑیاں شام کی ہیں، ان پر اسرائیل کا قبضہ ناجائز ہے۔ زمینی حقائق کو مسخ کرنے سے حقیقتِ حال تبدیل نہیں ہوگی۔'' ادھر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریز نے ایک بار پھر گولان ہائیٹس کو شام کا علاقہ قرار دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے غزہ کی پٹی میں حماس اور اسرائیل کے درمیان تازہ کشیدگی پر بھی تشویش کے بعد فریقین سے تحمل کا مظاہرہ کرنے کی اپیل کی ہے۔ یکم/ اپریل 2019ء کو تیونس کے دارالحکومت رباط میں عرب لیگ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں امریکی فیصلے کے خلاف سلامتی کونسل میں جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ سعودی عرب سمیت تمام عرب ممالک نے ایران کے ساتھ اچھے تعلقات کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

امریکی کونسل برائے خارجہ تعلقات کے صدر رچرڈ ہائس نے خبردار کیا ہے کہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد 242، جو اس چھ روزہ جنگ کے بعد منظور ہوئی تھی، کو مؤثر رہنا چاہیے۔ اگر امریکا اس قرارداد سے نکلتا ہے تو اس کے خوف ناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ ہائس نے کہا ہے کہ یہ قرارداد جنگ کے دوران اس علاقے سے متعلق واضح مؤقف اختیار کرتی ہے۔ انھوں نے 1991ء کی عراق جنگ اور 2014ء کی یوکرائینی علاقے کریمیا کا حوالہ دیتے ہوئے مزید کہا ہے کہ بین الاقوامی معاہداتِ امن کی بنیاد پر صدام حسین حکومت کے کویت پر روس کے کریمیا پر قبضے کے خلاف امریکا کا بنیادی اعتراض یہی تھا کہ ''توسیع پسندی قابل قبول نہ ہوگی''، جب کہ امریکا نے اسی قرارداد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 2017ء میں یروشلم کو باضابطہ طور پر اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرتے ہوئے امریکی سفارت خانہ وہاں منتقل کردیا تھا۔

امریکی صدر کا اس موقع پر ٹویٹر کے ذریعے بیان جاری کرنے کے عوامل کیا ہیں؟ اس حوالے سے درج ذیل پہلو سامنے آتے ہیں:

1۔ ٹرمپ کے اتحادی اسرائیلی وزیراعظم بنیامین 30/ مارچ 2019ء کو الیکشن لڑنے جارہا تھا اور انھیں اپوزیشن کی جانب سے سخت مشکلات کا سامنا تھا۔

2۔ برطانیہ کی بریگزٹ کے حوالے سے پورے یورپ میں جس طرح بے وقعتی ہوئی ہے، وہ بھی امریکا کے بہ طور اتحادی ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

3۔ گزشتہ آٹھ سالہ جنگ کے نتیجے میں شامی حکومت نے داعش جیسے عفریت کو جس طرح نکیل ڈالی ہے اور امریکا کو جس ذلت آمیز شکست کا سامنا ہے، اسے دنیا کی نظروں سے اوجھل کرنے کے لیے یہ مسئلہ پیدا کیا گیا ہے، تاکہ شامی حکومت کی یہ فتح عالمی سطح پر نمایاں نہ ہوسکے۔

www.rahimia.org

خطبات و بیانات

رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

مسلمان جماعت کی خصوصیت

۹ر رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ/ 25 رمئی 2018ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہ نے ادارہ رحیمیہ لاہور میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''معزز دوستو! ہم ایک مبارک موقع پر جمعۃ المبارک کے بابرکت دن میں جمع ہیں۔ رمضان المبارک اور جمعۃ المبارک کی اجتماعیت میں شریک ہیں۔ مسلمان جماعت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اجتماعیت کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہے۔ مسلمان وہی فرد ہے، جو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے تابع بنا لیتا ہے۔ ایک ڈسپلن اور ایک اجتماعیت میں آجاتا ہے۔ دین اسلام نے مسلمانوں کی اجتماعیت کے بہت سے مرحلے متعین کیے ہیں۔ یہ دنیا کا واحد دین ہے، جو انسانوں کو منظّم کر کے ان کی اجتماعیتیں تشکیل دیتا ہے۔ دین اسلام اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کا پہلا فرق یہی ہے کہ دیگر تمام مذہبی تعلیمات اور اُن کے حکما برائیوں سے روکتے اور اچھے اَخلاق اپنانے کی وعظ و نصیحت کرتے ہیں، لیکن دین اسلام ان برائیوں کے نظام کا خاتمہ کر کے اچھائیوں کی اساس پر ایک باقاعدہ عملی اور اجتماعی نظام قائم کرتا ہے۔ یہ ابراہیمی تحریک کے انبیا علیہم السلام کی خصوصیت اور دین حنیفیت کی نمایاں علامت ہے۔

امامِ انسانیت حضرت ابراہیمؑ نے انسانی مزاجوں کو سمجھا، اور انسانوں کے اجتماعی نظام کو قائم کرنے کے اصولِ عشرہ اور فطرتِ انسانیت سے متعلق انسانیت میں مشترک بنیادی امور (توحید، قتلِ انسانیت سے اجتناب، ماں باپ کے حقوق ادا کرنا، پورا تولنا اور ناپنا، زنا اور سود خوری سے بچنا وغیرہ) کا نہ صرف تعارف کرایا، بلکہ ان کا عملی نظام قائم کرنے کا بھی طریقۂ کار وضع کیا۔ اس پر اپنی جماعت کی تربیت بھی کی۔ پھر ہر سیاسی اور عملی نظام کی ایک مرکزیت ضرور ہوتی ہے۔ یہی وَجہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس عملی نظام کو قائم کرنے کے لیے دو مراکز بنائے: پہلا مرکز آپؑ نے اس کرۂ ارض کے بالکل سنٹر 'جزیرۃ العرب' میں بیت اللہ الحرام بنایا، اس کی تعمیر و تشکیل کی، انسانیت کو اس کے گرد جمع کرنے، اس کی اجتماعیت قائم کرنے کے مناسک اور طریقہ ہائے کار متعین کیے۔ دوسرا مرکز بیت المقدس بنایا، جو دراصل یورپ، اس کے گرد و نواح اور ایشیا کے علاقوں میں ابراہیمی تحریک کے غلبے کا مرکز ہے۔ ان مراکز سے دنیا میں اجتماعیت کا آغاز ہوا۔ اس اجتماعیت کی اساس پر ابراہیمی تحریک کے انبیاؑ نے انقلابات برپا کیے۔ حضرت ابراہیمؑ کا تذکرہ سبھی کرتے ہیں، ابراہیمی تحریک کے انبیاؑ کی جدوجہد اور تاریخ بھی بیان کی جاتی ہے، لیکن اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ ان انبیاؑ نے انسانی اقدار سے متصادم ماحول کو توڑا ہے۔ انسانیت کے مخالف رویوں اور کردار کی مزاحمت اور مقابلہ کر کے انسانی اقدار اور اعلیٰ اَخلاق کا عملی سیاسی، معاشی اور اجتماعی نظام معاشروں میں قائم کیا ہے۔''

سماجی تبدیلی میں انبیا علیہم السلام کا کردار

حضرت آزادرائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

''تمام افکار و خیالات، تمام اعمال و کردار اس ایک ذات وحدہٗ لاشریک کے ساتھ مربوط کرنے کا پہلا پیغام حضرت ابراہیمؑ نے دیا۔ نیز معاشروں کی تشکیل کے دس اصول متعین کیے، جن کا تفصیلی تذکرہ اللہ پاک نے قرآن حکیم میں کیا ہے۔ (سورت الانعام، آیت 151) حضرت ابراہیمؑ کی تربیت سے حضرات اسماعیلؑ و اسحاقؑ نے انھی اعلیٰ اصولوں پر ایک منظّم اجتماعیت تشکیل دی۔ اس اجتماعیت نے ان دونوں مراکز بیت اللہ الحرام اور بیت المقدس میں دین کے غلبے کا اجتماعی نظام قائم کرنے کا کام کیا۔ پھر ان کی اولاد میں حضرت یوسفؑ نے انسانی اقدار سے متصادم نظام کو مصر میں آ کر زمین بوس کر دیا۔ یوسفی انقلاب دراصل وہ رول ماڈل ہے، جس کو سامنے رکھ کر نبی اکرمؐ نے قومی سطح پر انقلاب کے لیے مکی دور میں جماعت تشکیل دی۔ پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام کے مصر میں قائم کیے ہوئے سسٹم میں زوال آتا ہے، بگڑے ہوئے لوگ معاشروں پر قبضہ کر لیتے ہیں، انفرادی اور جزوی تصورات اور نقطہ نظر کی دوراہی کی بنیاد پر مصری سوسائٹی کو فرعون، ہامان اور قارون جیسے لوگ یرغمال بنا لیتے ہیں، تو وہاں ایسے ماحول میں قرآن حکیم نے موسویؑ انقلاب کا نقشہ کھینچا ہے کہ اس ظالمانہ فرعونی سسٹم کے خلاف ابراہیمی تحریک کے انبیاؑ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جدوجہد اور کوشش کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کے بعد حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ابراہیمی تحریک کے دیگر انبیاؑ کی جدوجہد کی ایک لازوال اور تابندہ تاریخ ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو دنیا کا منظرنامہ یہ تھا کہ رومۃ الکبریٰ کے وسائل ایک مخصوص طبقے کے مفادات اور عیاشی کے لیے تھے۔ کسروی حکمرانی کے تمام وسائل اور وہاں کی سیاسی طاقت ایک مخصوص طبقے کے مفادات کے لیے تھی۔ دنیا میں اس زمانے میں جتنی بھی حکمرانیاں تھیں، ہندوستان کے حکمران ہوں، افریقا کے بادشاہ ہوں اسی طرح یورپ اور دیگر ملکوں کی حکمرانیاں تمام کی تمام اسی مرض میں مبتلا تھیں۔ وہ اُن انسانیت پر مبنی اصولِ فطرت کی بنیادی اقدار سے ہٹ چکی تھیں، جن کا تعین حضرت ابراہیمؑ نے کیا تھا۔ اللہ کی وحدانیت کے بجائے یہ حکمران خود ''أنا ربُّکم الأعلیٰ'' کا دعویٰ کرنے لگے تھے۔ یہ سرمایہ پرست اجتماعی وسائل کا انفرادی استعمال کرنے لگ گئے تھے۔ مذہبی نمائندے، جن کا کام ہی صحیح اَخلاق و اقدار کی تعلیم و تربیت تھا، وہ اس کے بجائے اُلٹی ڈگر پر ظالم حکمرانوں کے آلہ کار ایجنٹ تیار کرنے کے لیے کردار ادا کرنے لگے۔ ایسے حالات میں ابراہیمی تحریک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ ان قومی سطحوں کی ظالمانہ حکومتوں کو توڑ کر ابراہیمی انسانی اصولوں پر ایک بین الاقوامی انسانی نظام قائم کرنے کے لیے دنیا میں آپؐ کی بعثت ہوئی۔ اس کے لیے اس رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا۔''

www.rahimia.org

قرآنی فکر پر بتدریج نظام کا قیام

حضرت آزادرائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

’’رمضان المبارک کے مہینے میں لیلۃ القدر میں اجمالی طور پر قرآن حکیم بیک وقت حضور اقدسؐ کی لوحِ قلب پر نازل ہوا اور آپؐ کی روح پر منکشف کر دیا گیا، جس کو عام طور سے ’’آسمانِ دنیا‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک ہے کسی علم کا انکشاف اور ایک ہے کسی علم کا عملی نظام۔ قرآن حکیم ایک رات میں اجمالی طور پر نازل تو ہو گیا، لیکن اس کی تعلیمات پر عملی نظام کے قیام کے لیے تنظیم کی ضرورت تھی جو قرآن حکیم کے بتدریج نزول سے وجود میں آئی۔ چناں چہ جس وقت اور جس مرحلے میں عملی اقدام کے لیے جس حکم کی ضرورت پیش آتی تو اس کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام حضورؐ کے پاس حکم لے کر آتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تئیس سالہ دورِ نبوت میں قرآن حکیم جو بتدریج نازل ہوا، وہ ایک منظّم جماعت پیدا کرنے اور اس کے ذریعے ایک عملی نظام بنانے کے لیے تھا۔ یہ بنیادی بات سمجھنے کی ہے۔ اس لیے جب حضورؐ کے قائم کردہ عملی نظام سے الگ کر کے آیاتِ قرآنیہ کو سمجھا جاتا ہے تو پھر منتشر ذہنیت اور انفرادیت پسندی کے تصورات دماغ میں بیٹھتے ہیں، لیکن اگر حضور اقدسؐ کی قائم کردہ اجتماعیت اور اُن کے بنائے ہوئے عملی نظام کے تناظر میں قرآنی آیات کو سمجھا جائے تو صحیح مطلب اور حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

یہ مکہ مکرمہ کا دورانیہ ہے، جہاں قرآن کے اس ابراہیمی تحریک کے اصولوں پر اجتماعی نظام کے لیے افراد تیار کیے گئے، جن کے سامنے ایک ہی ہدف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ظالم سسٹم کے خلاف مزاحمت پیدا کرنا۔ اس دور میں جماعت سازی کے لیے جن بنیادی نظریات، افکار، نقطہ ہائے نظر کی ضرورت تھی، وہ متعین کیے گئے اور جماعتی زندگی کی اجتماعیت کو برقرار رکھنے کے لیے جن امور کی ضرورت تھی، وہ نازل ہوئے۔ نبی اکرمؐ نے صحابہؓ کے نفوس، قلوب اور عقول میں ابراہیمی تحریک کا نظریہ منتقل کیا۔ نفوس میں اپنے افعال اور کردار کو درست رکھنے کی ہمت اور ارادہ پیدا کیا۔ قلب کے اندر درست فیصلے کرنے کی صلاحیت اور عزم کو منتقل کیا۔ عقلوں کو سوچنے سمجھنے کا راستہ سکھایا۔ نفس کو قلب کے اور قلب کو عقل کے تابع بنانے کا شعور دیا۔ تیرہ سالہ مکی دور میں ایک ایک نوجوان کو دعوت دے کر اُس اعلیٰ نظریے کے لیے یکسو بنایا۔ ایسے ماحول میں جہاں انتشارِ فکر و نظر ہو، جہاں قلب کے ارادے ڈگمگا جائیں، جہاں عقل دھوکا کھا جائے، جہاں نفس مردہ ہو جائے، وہاں نفوس میں حریت کا جذبہ پیدا کرنا، عقلوں میں بلندیٔ فکر و عمل اور شعور پیدا کرنا، دلوں میں ہمت، جرأت اور عزم بھر دینا، یہی تربیت ہے۔ یہ تربیتی کام حضور اقدسؐ نے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے کیا۔ اس تربیت کے لیے حضورؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے دلیر اور بہادر لوگوں کو تیار فرمایا۔ اس لیے کہ اجتماعی ڈھانچہ تشکیل دے کر عدل و انصاف کا نظام بنایا۔ اس کے لیے کمزور اور غلامانہ ذہنیت کے حامل لوگ کام نہیں کر سکتے۔ مدینہ سے پچاسی چھیاسی آدمیوں کا جو وفد آپؐ سے بیعت ہونے آیا، وہ بھی دلیر، بہادر، جرأت مند، اولوالعزم اور پختہ لوگوں پر مشتمل تھا۔ چناں چہ اس اجتماعی سسٹم کے قیام کے حوالے سے افراد کی رہنمائی کے لیے جیسے جیسے ضرورت پیش آتی رہی، قرآن حکیم کی آیات نازل ہوتی رہیں۔‘‘

رمضان المبارک؛ اجتماعی نظم و نسق پیدا کرنے کا مہینہ

حضرت آزادرائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

’’مکی دور میں تیار کردہ جماعت کے ذریعے 17 / رمضان المبارک کو غزوۂ بدر کے موقع پر حضورؐ اور جماعتِ صحابہؓ نے مکہ کی ظالمانہ طاقت کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ حضورؐ کی تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ ماہِ رمضان کی مشقت، گرمی، پیاس کی شدت کے باوجود مجاہدین کی اجتماعیت اعلیٰ مقاصد کے لیے اپنی عقل، قلب اور نفس کے ساتھ میدانِ جہاد میں ہیں۔ یہ حضورؐ کی یادگار جنگ ہے، جو رمضان کے مہینے میں منظّم انداز میں اجتماعیت کے ساتھ آپؐ نے لڑی اور آج بھی دنیا بھر کی فوجی اکیڈیمیوں میں یہ جنگ پڑھائی جاتی ہے۔ غزوات کی جنگی اور فوجی حکمتِ عملی وغیرہ کا ہمیں مطالعہ کرنا چاہیے کہ کس طرح حضورؐ کی فوجی تنظیم نے دشمن کا سسٹم ختم کر کے رکھ دیا۔ پھر یہی رمضان ہی کا مہینہ ہے کہ جب حضورؐ کی اس فوجی حکمتِ عملی اور تنظیمی طاقت نے مکہ مکرمہ فتح کیا۔ گویا انقلاب کا آغاز (غزوۂ بدر) بھی رمضان میں اور اس کی تکمیل (فتح مکہ) بھی رمضان کے مہینے میں ہوئی۔

حضور اقدسؐ کی سیرت کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ رمضان المبارک کا یہ بابرکت مہینہ تنظیم اور نظم و نسق سیکھنے اور اجتماعیت کا شعور حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔ اپنے نفس، قلب اور عقل کو متحرک بنا کر اس کی طاقت اور توانائی پیدا کرنے کا ماہِ مبارک ہے۔ انسان کی بھوک نفس کی خواہشات کو جلا کر اُسے توانا بنا دیتی ہے۔ قلب سے جھوٹے اور پست ارادوں اور عزائم کو نکال کر بلند عزائم اور ارادے پیدا کرتی ہے۔ رمضان کا مہینہ عقل و شعور پر لگے تمام جالے صاف کر کے عقل و شعور بلند کرنے کا کردار ادا کرتا ہے۔ جس جماعت میں رمضان کے مہینے میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے، اس نے رمضان کا مقصد پا لیا۔ اس نے گویا کہ ایمان اور احتساب کے نقطہ نظر سے رمضان گزارا۔ اس کے نتیجے میں اس کی سابقہ بے عقلی، بے ہمتی اور غلط ارادوں پر مبنی فیصلے، نفس کے کیے ہوئے تمام پرانے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ وہ نئے عزم، نئی سوچ، نئی عقل، نئے شعور کے ساتھ میدانِ عمل میں اُترتا ہے۔

ہم ’’اجتماعِ رمضان‘‘ کے موقع پر یہاں ادارہ رحیمیہ لاہور میں انھی مقاصد کے حصول لیے جمع ہوتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کے اس اجتماعی نظم و نسق کو سمجھ سکیں۔ حضور اقدسؐ کی سیرت کے مطابق اپنے رویوں کو ڈھالنے کی اہلیت پیدا کر سکیں۔ ہمارا نفس، قلب اور عقل بلندیوں سے سرشار ہوں اور ہم نبی اکرمؐ کے سچے سپاہی بنیں۔ اپنی سوسائٹی کے لیے ابراہیمی تحریک کے اصولوں پر نظام قائم کرنے کے لیے پُرعزم ہوں۔ ہم اسی نیت، عزم اور ارادے سے یہاں وقت گزاریں۔ یہاں پر حضرات مفتیانِ کرام اور دیگر احباب جو قرآنی تفسیر اور رمضان المبارک کے حوالے سے جو علوم بیان کرتے ہیں، انھیں توجہ اور غور سے سنیں۔ دنیا اور آخرت کی بھلائی کے نقطہ نظر سے اپنے شعور کو بلند کریں۔ انقلابی کردار ادا کرنے کے لیے پُرعزم ہو جائیں تو یقیناً ہمارے لیے دنیا کی کامیابی بھی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!‘‘

احکام ومسائل رمضان المبارک

از حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

۱۔ ہر مسلمان مرد وعورت، عاقل، بالغ پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔

۲۔ شریعت میں روزے کا مطلب ہے کہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا اور جماع کرنا چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ رمضان المبارک میں کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو رمضان کے بعد اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اس کی قضا ضروری ہے۔

۵۔ حالتِ سفر میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ رمضان شریف کی فضیلت سے محروی ہے۔

۶۔ بغیر کسی وجہ کے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

۷۔ اگر روزہ دار کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھا اور روزہ دار کو روزہ کی وجہ سے تکلیف نہیں ہے تو اس کو یاد دلانا واجب ہے۔

۸۔ اگر کسی نے کسی وَجہ سے روزہ نہ رکھا تو احترامِ رمضان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے سامنے کچھ کھائے پیئے نہیں۔

۹۔ رمضان المبارک کے روزہ میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سحری کے وقت "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمْضَانَ" پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۔ اگر رات سے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کرلے تو بھی فرض ادا ہوجاتا ہے۔

۱۱۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو 10، 11 بجے تک نیت کر لینا درست ہے۔

۱۲۔ اگر رمضان المبارک کے مہینے میں نفل، قضا یا نذر کے روزے کی نیت کی، تب بھی رمضان کا روزہ ادا ہوگا۔

۱۳۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین کھجوریں ہی کھالے۔ یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے۔ کچھ نہ سہی تو پانی ہی پی لے۔

۱۴۔ سحری میں جہاں تک ہوسکے، دیر کر کے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح صادق ہونے لگے اور روزے میں شبہ پیدا ہوجائے۔

۱۵۔ جب سورج ٹھیک غروب ہوجائے تو فوراً روزہ کھولنا مسنون ہے، دیر کر کے کھولنا مکروہ ہے۔

۱۶۔ جب تک سورج کے غروب ہونے میں شبہ رہے، تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔ سورج غروب ہونے کا تعلق مشاہدے سے ہوتا ہے، جب کہ آج کل عام طور پر ایسا نہیں کیا جاتا۔ خاص طور پر بڑے شہروں میں کہ آسمان صاف نہیں ہوتا، بلکہ دائمی جنتریوں کو سامنے رکھتے ہوئے گھڑیوں سے اوقات دیکھ کر روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ اس لیے فلکیاتی حساب سے دائمی جنتریوں میں مطبوعہ اوقات میں دو سے پانچ منٹ کی احتیاط کر کے روزہ افطار کرنا چاہیے۔

۱۷۔ کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے، لیکن اگر کسی دوسری چیز سے افطار کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ، وَبِکَ آمَنْتُ، وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ." اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں روزہ افطار کرنے پر خدا کا شکر بجالائے۔

۱۹۔ درجِ ذیل تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے:

☆ اگر بھول کر کھالے یا پی لے یا جماع کرلے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ اپنے آپ قے ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ۔

☆ سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا، یا حلق میں از خود دھواں یا گرد وغبار وغیرہ کا چلا جانا۔

☆ دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ریشہ، جو چنے سے کم ہے، اس کو باہر نکالے بغیر نگلنا۔

☆ لعاب نگلنا، زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔

☆ روزے میں تازہ یا خشک مسواک کرنا، اگرچہ نیم کے درخت کی ہو۔

☆ گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا، خواہ کئی بار ہی کیوں نہ ہو۔

۲۰۔ درجِ ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوجاتی ہے:

○ کلی کرتے وقت بلا ارادہ حلق میں پانی اُتر جانا۔

○ خود بہ خود قے آئی اور جان بوجھ کر حلق میں لوٹالی۔

○ اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے کر ڈالی۔

○ کان میں تیل ڈال لینا، ناک میں ناس لینا، سگریٹ یا حقہ پینا۔

○ دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لینا جب کہ خون تھوک پر غالب ہو۔

○ بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، پھر جان بوجھ کر کھا یا پی لینا۔

○ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی، سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی تھی۔

○ بادل یا آسمان پر غبار کی وجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہوگیا، روزہ افطار کرلیا حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

۲۱۔ درجِ ذیل وہ صورتیں، جن میں کفارہ بھی واجب ہوتا ہے:

رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ لازم آجاتا ہے، جو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا ہے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلائے یا ایک روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت انھیں ادا کرے۔ اگر ایک ہی رمضان کے دو تین روزے توڑ ڈالے تو بھی ایک ہی کفارہ کافی ہوجائے گا۔

۲۲۔ جس کو اتنا بڑھاپا ہوگیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی، یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی اُمید نہیں رہی اور روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا (1700 گرام) غلہ یا اس کی قیمت بہ طورِ فدیہ ادا کرے۔

www.rahimia.org

صدقۂ فطر اور عیدالفطر کے احکام و مسائل

صدقۂ فطر کے مسائل

1۔ صدقہ فطر ہر عاقل، بالغ، آزاد مالکِ نصاب شخص اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرے، بشرطیکہ اس کی نابالغ اولاد کی ملکیت میں ان کے نام الگ سے مال نہ ہو۔ اگر ان کی ملکیت میں الگ مال بقدرِ نصاب ہے تو ان کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔

2۔ صدقہ فطر کے نصاب کا مالک وہ شخص ہوگا، جس کے پاس ضرورت سے زائد تمام املاک و اشیا اس مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت ساڑھے سات تولہ سونا کے مساوی ہو۔

3۔ احادیث میں درج ذیل اشیا میں سے کوئی ایک درج ذیل مقدار کے مطابق بطورِ صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

(الف) صاعاً من شعیرٍ: یعنی جو (تقریباً 3500 گرام)
(ب) صاعاً من تمرٍ: یعنی کھجور (تقریباً 3500 گرام)
(ج) صاعاً من اقطٍ: یعنی پَنیر (تقریباً 3500 گرام)
(د) صاعاً من زبیبٍ: یعنی کشمش (تقریباً 3500 گرام)
(ہ) نصف صاعٍ من بُرٍّ: یعنی گندم (تقریباً 1700 گرام)

موجودہ اوزان (ناپ تول) کے مطابق علمائے کرام نے نصف صاع کو تقریباً 1700 گرام کے برابر قرار دیا ہے اور ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلوگرام کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص جَو یا گندم وغیرہ، غلے کی شکل میں نہ دے سکے تو اپنے علاقے کے نرخ کے مطابق اسی قدر درج بالا اشیا کی قیمت ادا کردے۔

4۔ جو شخص نصاب کا مالک ہے، اس پر صدقہ فطر واجب ہے، خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

5۔ مستحب یہ ہے کہ صدقہ فطر، عیدالفطر کے دن نمازِ عید سے پہلے ادا کیا جائے۔ اور رمضان المبارک میں بھی ادا کرنا درست ہے۔

6۔ زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ مال سال بھر تک اس کے پاس جمع رہے، بلکہ سال سے کم عرصہ میں بھی بقدرِ نصاب مال کا مالک بن جائے اور عیدالفطر کے دن بھی اس کا مالک ہو تو صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہوگا۔

7۔ عورت پر صرف اپنی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ نابالغ بچوں کی طرف سے ان کی والدہ پر صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ یہ ذمہ داری باپ کی ہے۔

8۔ صدقہ فطر، عید کے دن صبح صادق کے وقت سے واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے فوت ہو جائے، اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ اور جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوا، اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر واجب نہیں۔

9۔ اگر عیدالفطر کے دن صدقہ فطر ادا نہیں کر سکا تو بعد میں ادائیگی اس کے ذمہ برقرار رہے گی، جب تک کہ وہ اُسے ادا نہ کرے۔

عیدالفطر کے مسائل

رمضان المبارک کے بعد یکم شوال کو شکرانے کے طور پر دو رکعت نمازِ عیدالفطر ادا کرنا واجب ہے، عیدالفطر کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ عیدالفطر کے دن درج ذیل کام مسنون ہیں:

(الف) غسل کرنا۔ (ب) مسواک کرنا۔
(ج) عمدہ کپڑے جو میسر ہوں پہننا۔ (د) خوشبو لگانا۔
(ہ) بالوں میں کنگھا وغیرہ کرنا۔

2۔ صبح سویرے اُٹھ کر عیدگاہ جلد پہنچنے کی کوشش کی جائے۔
نمازِ عید کے لیے جانے سے پیش تر کوئی میٹھی چیز کھانا مسنون ہے۔

3۔ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔

4۔ عید کی نماز پڑھنے کے لیے ایک راستے سے جائے اور نماز کے بعد دوسرے راستے سے واپس آئے۔ عیدگاہ میں اگر ممکن ہو تو پیدل چل کر جائے۔

5۔ راستے میں یہ تکبیریں آہستہ آہستہ پڑھے:

اَللّٰهُ اَکْبَر اَللّٰهُ اَکْبَر لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَر اَللّٰهُ اَکْبَر وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

6۔ نمازِ عید کے لیے جماعت شرط ہے۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے کوئی نمازِ عید کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکا تو وہ تنہا نمازِ عید نہیں پڑھ سکتا۔

7۔ عید کے دن نمازِ عید سے پہلے نمازِ اشراق یا دیگر نوافل پڑھنا مکروہ ہیں۔ عورتوں، مریضوں اور مسافروں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

عیدالفطر کی نماز پڑھنے کا طریقہ

8۔ عیدالفطر کی نماز میں دو رکعت ہوتی ہیں، جن میں چھ تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں۔

9۔ پہلی رکعت میں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ.... الخ پڑھنے کے بعد ہاتھ چھوڑ کر تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ اس کے بعد امام قرأت کرے گا اور رکوع اور سجود کر کے پہلی رکعت مکمل کرے گا۔ اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ہاتھ چھوڑ کر تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ نماز کا بقیہ حصہ حسبِ معمول مکمل کرے۔

10۔ نماز کے بعد امام سنت کے مطابق خطبہ پڑھے گا، یہ خطبہ سننا واجب ہے۔

www.rahimia.org

Monthly **RAHIMIA** Lahore

CPL No. 59

نقشہ اوقات سحروافطار رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ / مئی، جون 2019ء

سکھر		کراچی		کوئٹہ		پشاور		ملتان		اسلام آباد		لاہور		ایام	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری
افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	دن	مئی	رمضان المبارک
7:04	4:16	7:06	4:28	7:15	4:14	7:03	3:43	6:56	3:56	6:57	3:39	6:48	3:40	منگل	7	یکم
7:05	4:15	7:06	4:28	7:15	4:13	7:03	3:42	6:57	3:55	6:57	3:38	6:48	3:39	بدھ	8	2
7:06	4:14	7:07	4:27	7:16	4:12	7:04	3:41	6:58	3:54	6:58	3:36	6:49	3:38	جمعرات	9	3
7:06	4:13	7:07	4:26	7:17	4:11	7:05	3:40	6:58	3:53	6:59	3:35	6:49	3:37	جمعۃ المبارک	10	4
7:07	4:12	7:08	4:25	7:18	4:10	7:06	3:38	6:59	3:52	7:00	3:34	6:50	3:36	ہفتہ	11	5
7:07	4:11	7:08	4:24	7:18	4:09	7:07	3:37	6:59	3:51	7:01	3:33	6:50	3:35	اتوار	12	6
7:08	4:10	7:09	4:23	7:19	4:08	7:08	3:36	7:00	3:50	7:02	3:32	6:52	3:34	سوموار	13	7
7:08	4:09	7:09	4:23	7:19	4:07	7:08	3:35	7:01	3:49	7:02	3:31	6:53	3:33	منگل	14	8
7:09	4:09	7:10	4:22	7:20	4:06	7:09	3:34	7:02	3:48	7:03	3:30	6:53	3:32	بدھ	15	9
7:09	4:08	7:10	4:22	7:20	4:05	7:10	3:33	7:02	3:47	7:04	3:29	6:54	3:31	جمعرات	16	10
7:10	4:07	7:11	4:21	7:21	4:04	7:11	3:32	7:03	3:46	7:04	3:28	6:55	3:30	جمعۃ المبارک	17	11
7:11	4:06	7:11	4:20	7:22	4:04	7:11	3:31	7:03	3:45	7:05	3:27	6:55	3:29	ہفتہ	18	12
7:11	4:06	7:12	4:19	7:23	4:03	7:12	3:30	7:04	3:44	7:06	3:26	6:56	3:28	اتوار	19	13
7:12	4:05	7:12	4:19	7:23	4:02	7:12	3:29	7:04	3:44	7:06	3:25	6:56	3:28	سوموار	20	14
7:13	4:04	7:13	4:18	7:24	4:01	7:13	3:28	7:05	3:43	7:07	3:24	6:57	3:27	منگل	21	15
7:13	4:03	7:13	4:18	7:24	4:01	7:14	3:27	7:06	3:42	7:08	3:23	6:57	3:26	بدھ	22	16
7:14	4:03	7:14	4:17	7:25	4:00	7:15	3:26	7:07	3:41	7:09	3:22	6:58	3:25	جمعرات	23	17
7:14	4:02	7:14	4:17	7:25	3:59	7:15	3:25	7:07	3:41	7:09	3:22	6:59	3:25	جمعۃ المبارک	24	18
7:15	4:02	7:15	4:16	7:26	3:58	7:16	3:24	7:08	3:40	7:10	3:21	7:00	3:24	ہفتہ	25	19
7:15	4:01	7:15	4:16	7:26	3:58	7:17	3:24	7:08	3:40	7:10	3:20	7:00	3:23	اتوار	26	20
7:16	4:01	7:16	4:15	7:27	3:57	7:18	3:23	7:09	3:39	7:11	3:19	7:01	3:22	سوموار	27	21
7:16	4:00	7:16	4:15	7:28	3:57	7:18	3:23	7:09	3:39	7:12	3:19	7:01	3:22	منگل	28	22
7:17	3:59	7:17	4:14	7:29	3:56	7:19	3:22	7:10	3:38	7:13	3:18	7:02	3:21	بدھ	29	23
7:17	3:59	7:17	4:14	7:29	3:56	7:19	3:21	7:10	3:38	7:13	3:17	7:02	3:21	جمعرات	30	24
7:18	3:58	7:18	4:14	7:30	3:55	7:20	3:20	7:11	3:37	7:14	3:16	7:03	3:20	جمعۃ المبارک	31	25
7:18	3:58	7:18	4:13	7:30	3:54	7:21	3:20	7:12	3:36	7:14	3:16	7:04	3:20	ہفتہ	یکم جون	26
7:19	3:58	7:18	4:13	7:30	3:54	7:21	3:20	7:12	3:36	7:15	3:16	7:04	3:20	اتوار	2	27
7:19	3:58	7:19	4:13	7:31	3:54	7:22	3:19	7:13	3:36	7:16	3:15	7:05	3:19	سوموار	3	28
7:19	3:58	7:19	4:13	7:31	3:54	7:22	3:19	7:13	3:36	7:16	3:15	7:05	3:19	منگل	4	29
7:20	3:57	7:20	4:12	7:32	3:53	7:23	3:18	7:14	3:35	7:17	3:14	7:06	3:18	بدھ	5	30

www.rahimia.org

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرِنگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔